بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اک عرض ناصحانہ بسلسلہ آیت خاتم النبیین

برادرم شیخ راحیل احمد صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاۃ۔

آپ کا کھلا خط نظر سے گزرا۔آپ نے چونکہ خاکسار کو بھی بذریعہ E-mail خط نہ صرف بھیجا ہے بلکہ توجہ بھی چاہی ہے لہذا چند باتیں خالص طور پر نیک نیتی کے ساتھ آپکے گوش گزار تا ہوں۔ہوسکتا ہے آپکو فائدہ ہوجائے۔آپ اپنے خط کا آغاز سورہ احزاب کی درج ذیل آیت سے کرتے ہیں۔

﴿ما کان محمد ابا احدٍ من رجالکم و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین ط و کان اللہ بکل شئیً علیمًا﴾(۳۳۔۴۱)

ترجمہ۔محمد(ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں بلکہ وہ اللہ کے رسول اور سب نبیوں کے خاتم ہیں۔اور اللہ ہر ایک چیز سے خوب آگاہ ہے۔

اس آیت کے متعلق عالم اسلام میں اتنا لکھا جاچکا ہے کہ اب ایک عام مسلمان بھی بخوبی جانتا اور سمجھتا ہے کہ اس آیت خاتم النبیین سے مراد نبوت کا مطلق خاتمہ نہیں بلکہ اس سے مراد تشریعی نبوت کا خاتمہ ہے۔میں آپکی تسلی کیلئے لفظ خاتم کے لغوی معانی کی روشنی میں بزرگان سلف،علمائے ربانی،مجددین اور اولیائے کرامؒ کے ارشادات درج کرتا ہوں جنکی نیکی،تقویٰ اور علم پر پوری امت فخر کرتی ہے۔

(1) خاتم۔ان معنوں میں کہ آپﷺ کی شریعت آخری ہے اور قیامت تک منسوخ نہیں ہوسکتی۔مگر غیر تشریعی،تابع محمدی اور امتی نبوت کا امکان ختم نہیں ہوا۔

(۱)قطب الاقطاب امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ (وفات ۱۰۳۴ھ/۱۶۲۴ء) فرماتے ہیں۔

﴿حصول کمالات نبوت مر تابعاں را بطریق تبعیت و وراثت بعد از بعثت ختم الرسل علیہ و علی جیع الانبیاء و الرسل الصلوت و التحیات منافی خاتیت او نیست فلا تکن من الممترین۔﴾(مکتوبات امام ربانی صفحات ۴۳۱ تا ۴۳۲ جلد اول)

ترجمہ۔کہ ختم الرسل حضرت محمد مصطفےﷺ کی بعثت کے بعد آپﷺ کے متبعین کا آپﷺ کی پیروی اور وراثت کے طور پر کمالات نبوت کا حاصل کرنا آپﷺ کے خاتم الرسل ہونے کے منافی نہیں لہذا اے مخاطب تو شک کرنیوالوں میں سے نہ ہو۔

(۲) چھٹی صدی ہجری کے ممتاز ہسپانوی مفسر اور پیشوائے طریقت صوفی الشیخ الاکبر حضرت محی الدین ابن عربیؒ (وفات ۶۳۸ھ/۱۲۴۰ء) فرماتے ہیں۔﴿قطعنا ان فی ھذا لامۃ من لحقت درجتہ درجۃ الانبیاء فی النبوۃ عنداللہ لا فی التشریع۔﴾(فتوحات مکیہ جلد اول صفحہ ۵۴۵)

ترجمہ۔ہم نے (درود شریف سے) قطعی طور پر جان لیا ہے کہ اس امت میں ایسے اشخاص بھی ہیں جن کا درجہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نبوت میں انبیاء سے مل گیا ہے۔مگر وہ شریعت لانے والے نہیں ہیں۔

﴿فا لنبوۃ ساریۃ الی یوم القیامۃ فی الخلق و ان کان التشریع قد انقطع۔فالتشریع جزء من اجزاء النبوۃ۔﴾(فتوحات مکیہ جلد ۲ صفحہ ۱۰۰ باب ۷۳ صفحہ ۸۲) ترجمہ۔کہ نبوت مخلوق میں قیامت کے دن تک جاری ہے گو تشریعی نبوت منقطع ہوگئی ہے پس شریعت نبوت کے اجزاء میں سے ایک جز ہے۔

﴿فکان من کمال رسول ﷺ ان الحق الہ بالا نبیاء فی مرتبۃ و زاد علی ابراہیم بان شرعہ لا ینسخ۔﴾(فتوحات مکیہ جلد اول صفحہ ۵۴۵) ترجمہ۔یہ رسولﷺ کا کمال ہے کہ آپ نے درود شریف کی دعا کے ذریعے اپنی آل کو مرتبہ میں انبیاء سے ملا دیا اور حضرت ابراہیمؑ سے بڑھ کر آپکو یہ شرف حاصل ہوا۔کہ آپکی شریعت کبھی منسوخ نہیں ہوگی۔

(۳) قرن اول کے باکمال بزرگ اور اہل التشیع کے چھٹے امام حضرت جعفر صادقؒ (وفات ۱۴۸ھ/۷۶۵ء) فرماتے ہیں۔

﴿عن ابی جعفر علیہ السلام فی قول اللہ عزوجل فقد اتینا ال ابراھیم الکتب و اتینا ھم ملکاً عظیماً۔ جعل منھم الرسل والانبیاء والائمۃ فکیف یقرون فی ال ابراھیم علیہ و ینکرونہ فی ال محمد ﷺ۔﴾(الصافی شرح اصول الکافی جزسوم صفحہ ۱۱۹)

ترجمہ۔حضرت ابوجعفر علیہ السلام اللہ تعالیٰ جل شانہ کے اس ارشاد فقد اتینا ال ابراھیم الکتب ۔الخ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آل ابراہیم میں رسول انبیاء اور امام بنائے لیکن عجیب بات ہے کہ لوگ نبوت و امامت کی نعمتوں کا وجود آل ابراہیم میں تو تسلیم کرتے ہیں لیکن آل محمدﷺ میں ان کے وجود کا انکار کرتے ہیں۔

(۴) دنیائے اسلام کے مشہور و معروف صوفی اور ممتاز متکلم حضرت امام عبدالوہاب شعرانی (وفات ۹۷۶ھ/۱۵۶۸ء) فرماتے ہیں۔

﴿اعلم ان مطلق النبوة لم ترتفع و انما ارتفع نبوة التشریع۔﴾(الیوقیت والجوہر جلد۳صفحہ۳۵) ترجمہ۔جان لو مطلق نبوت نہیں اٹھی (بند نہیں ہوئی) صرف تشریعی نبوت منقطع ہوئی ہے۔

(۵) امام الہند مجدد صدی دوازدہم متکلم وصوفی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (وفات ۱۱۷۱ھ/۱۷۶۲ء) فرماتے ہیں۔

﴿ختم به النبیون ای لا یو جد من یا مره الله سبحانه بالتشریع علی الناس۔﴾(تفہیمات الٰہیہ صفحہ۵۳) ترجمہ۔کہ آنحضرتﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اب کوئی ایسا شخص نہیں ہوگا جسے اللہ تعالیٰ لوگوں کیلئے شریعت دے کر مامور فرمائے یعنی شریعت جدیدہ لانے والا کوئی نبی نہ ہوگا۔

(۶) حضرت مولانا ابوالحسنات عبدالحی صاحب (۱۳۰۴ھ/۱۸۸۶ء) فرماتے ہیں۔

﴿بعد آنحضرتﷺ یا زمانے میں آنحضرتﷺ کے مجرد کسی نبی کا ہونا محال نہیں بلکہ صاحب شرع جدید ہونا البتہ محال ہے۔﴾(دافع الوسواس صفحہ ۱۶ نیا ایڈیشن)

(۷) تصوف اور شعروادب کے شہسوار نقشبندی بزرگ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ (وفات ۱۱۹۵ھ/۱۷۸۱ء) نے فرمایا ہے۔

﴿ہیچ کمال غیر از نبوت بالاصالہ ختم نہ گردیدہ و درمبداء فیاض بخل و دریغ مکن نیست۔﴾(مقامات مظہری صفحہ۸۸) ترجمہ۔کہ سوائے مستقل نبوت تشریعیہ کے کوئی کمال ختم نہیں ہوا باقی فیوض میں اللہ تعالیٰ کیلئے کسی قسم کا بخل اور ترددممکن نہیں۔

(۸) حضرت مولانا عبدالحی فرنگی محلی (وفات ۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں۔

﴿علمائے اہل سنت بھی اس امر کی تصریح کرتے ہیں کہ آنحضرتﷺ کے عصر میں کوئی نبی صاحب شرع جدید نہیں ہوسکتا۔اور نبوت آپﷺ کی عام ہے اور جو نبی آپﷺ کے ہم عصر ہوگا وہ متبع شریعت محمدیہ کا ہوگا۔﴾(مجموعہ فتاوی عبدالحی جلد اول صفحہ۱۴۴)

(11) خاتم۔ان معنی میں کہ آپﷺ بلحاظ رفعت وشان اور بلحاظ علو مرتبت آخری ہیں نہ کہ محض بلحاظ زمانہ۔

(۱) حضرت سید عبدالقادر جیلانی کے مرشد طریقت اور پیر خرقہ حضرت ابوسعید مبارک ابن علی مخزومی (وفات ۵۱۳ھ) فرماتے ہیں۔

﴿والاخرة منها اعنی الانسان اذا عرج ظهر فیه جمیع مراتب المذکوره مع انبسطها ویقال له الانسان الکامل والعروج ولانبساط علی الوجه الاکمل کان فی نبیناﷺ ولهذا کانﷺ خاتم النبیین۔﴾(تحفہ مرسلہ شریف مترجم صفحہ۵۱)

ترجمہ۔(کائنات میں) آخری مرتبہ انسان کا ہے جب وہ عروج پاتا ہے تو اس میں تمام مراتب مذکورہ اپنی تمام وسعتوں کے ساتھ ظاہر ہوجاتے ہیں۔اور اس کو انسان کامل کہا جاتا ہے اور عروج کمالات اور سب مراتب کا پھیلاؤ کامل طور پر ہمارے نبیﷺ میں ہے اور اسی لیے آنحضرتﷺ خاتم النبیین ہیں۔

(۲) نامور صوفی حضرت ابوعبداللہ محمد بن علی حسین الحکیم الترمذی (وفات ۳۰۸ھ) نے فرمایا ہے۔

﴿یظن ان خاتم النبیین تاویله انه اخرهم مبعثاً فای منقبةٍ فی هذا ؟ هذا تاویل البله الجهلة۔﴾(کتاب خاتم الاولیاء صفحہ۳۴۱)

ترجمہ۔یہ جو گمان کیا جاتا ہے کہ خاتم النبیین کی تاویل یہ ہے کہ آپ مبعوث ہونے کے اعتبار سے آخری نبی ہیں بھلا اس میں آپ کی کیا فضیلت وشان ہے؟ اور اس میں کونسی علمی بات ہے؟ یہ تو احمقوں اور جاہلوں کی تاویل ہے۔

(۳) بانی دارالعلوم دیوبند جانشین حضرت شاہ عبدالعزیز متکلم ومناظر حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ (۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء) ارشاد فرماتے ہیں۔

﴿عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپﷺ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپﷺ سب میں آخری نبی ہیں۔مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔پھر مقام مدح میں و لکن رسول الله و خاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہیئے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہوسکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی۔﴾(تحذیر الناس صفحہ۳)

(111) خاتم۔بمعنی زینت۔

(1) حضرت القاضی الحافظ المحدث محمد بن علی شوکانی الیمانی الصنعانیؒ (وفات ۱۲۵۰ھ) فرماتے ہیں۔

﴿انه صار کالخاتم الذی یتختمون به ویتزینون بکونه منهم۔﴾(فتح القدیر جلد۴ صفحہ۲۷۶)

ترجمہ۔آنحضرت ﷺ انبیاء علیہم السلام کے لیے بمنزلہ ایک انگوٹھی قرار پائے جن سے انبیاء کی صداقت پر مہر لگتی ہے نیز یہ امر انبیاء کیلئے باعث زینت ہے کہ حضور اکرم ﷺ جیسا عالی شان اور بلند مرتبہ نبی بھی زمرہ انبیاء میں سے ہے۔

(۲) حضرت امام محمد بن عبدالباقی زرقانیؒ (وفات ۱۱۲۲ھ/۱۷۱۰ء) اور ابن عساکر دونوں کا قول ہے۔

﴿فمعناه احسن الانبياء خلقاً و خلقاً لانه ﷺ جمال الانبياء كاالخاتم الذى يتجمل به۔﴾ (زرقانی شرح مواہب اللدنیہ جلد۳ صفحہ ۱۶۳ وسبل الہدی والرشاد صفحہ ۵۵۸) ترجمہ۔(خاتم النبیین کے) معنی یہ ہیں کہ آنحضرت ﷺ اپنی ظاہری اور روحانی بناوٹ اور اخلاق میں سب سے زیادہ حسین ہیں کیونکہ آپ نبیوں کا حسن وجمال ہیں اس انگشتری کی مانند جس سے زینت وتجمل حاصل کیا جاتا ہے۔

(۱۷) خاتم۔بمعنی مصدق ومحافظ وکسوٹی۔

حضرت ابوالحسن شریف رضیؒ (وفات ۴۰۶ھ) حضرت امام موسیٰ کاظم کی اولاد میں سے ایک بلند پایہ عالم تھے۔آپ خاتم النبیین کے معنی اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

﴿هذه استعاره والمراد بها ان الله تعالى جعله ﷺ واله حافظًالشرائع الرسل عليهم السلام و كتبهم جامعًا لمعالم دينهم و ايتهم كالخاتم الذى يطبع به على الصحائف و غيرها لحفظ ما فيها ويكون علامةً عليها۔﴾ (تلخیص البیان فی مجازات القرآن صفحہ ۱۹۱) ترجمہ۔یہ استعارہ ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو تمام رسولوں کی شریعت اور کتابوں کا محافظ بنایا ہے اور انکے دین کی اہم تعلیمات اور انکے نشانات کا بھی اس مہر کی طرح جو خطوط پر انکو محفوظ رکھنے اور انکی علامت کے طور پر ثبت کی جاتی ہے۔

(۷) خاتم۔ان معنوں میں کہ نبوت کے تمام کمالات آپ ﷺ پر ختم ہوگئے۔

(۱) نامور متکلم اسلام اور مفسر قرآن حضرت فخرالدین رازی (وفات ۵۴۴ھ) فرماتے ہیں۔

﴿فالعقل خاتم الكل والخاتم يجب ان يكون افضل الا ترى ان رسولنا ﷺ لما كان خاتم النبيين كان افضل الانبياء۔﴾ (تفسیر کبیر رازی جلد۶ صفحہ ۳۱)

ترجمہ۔عقل تمام کی خاتم ہے اور خاتم کیلئے واجب ہے کہ وہ افضل ہو۔دیکھو ہمارے رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہوئے تو سب نبیوں سے افضل قرار پائے۔

(۲) اسلام میں فلسفہ تاریخ کے امام اور مشہور مورخ حضرت علامہ عبدالرحمٰن بن خلدون المغربیؒ (وفات ۸۰۸ھ/۱۴۰۶ء) اس ضمن میں فرماتے ہیں۔

﴿ويملثون الولاية فى تفاوت مراتبها بالنبوة و يجعلون صاحب الكمال فيها خاتم الاولياء اى حائزًا للمرتبة التى هى خاتمة الولاية كما كان خاتم الانبياء حائزًا للمرتبة التى هى خاتمة النبوة۔﴾ (مقدمہ ابن خلدون صفحہ ۲۷۱۔۲۷۲ مطبوعہ مصر)

ترجمہ۔ولایت کو اپنے تفاوت مراتب میں نبوت کا مثیل قرار دیتے ہیں اور اس میں کامل ولی کو خاتم الاولیاء ٹھہراتے ہیں۔یعنی اس مرتبہ کا پانے والا جو ولایت کا خاتمہ ہے۔جس طرح سے حضرت خاتم الانبیاء اس مرتبہ کمال کے پانے والے تھے جو نبوت کا خاتمہ ہے۔

(۳) قطب الابرار حضرت شاہ بدیع الدین مدارؒ (وفات ۱۵۸ھ) فرماتے ہیں۔

﴿بعد زمانہ اصحاب المرسلین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے درجہ وراء الوراء میں ان تین اولیاء کے سوا اور کوئی مرتبہ علیا پر نہیں پہنچا۔اول خواجہ اویس قرنی۔۔۔۔دوسرے بہلول رانا اور جناب قطب الاقطاب فرد الاحباب محی الدین اس رتبہ میں لاثانی اور سب سے افضل قرار پائے اور یہ مرتبہ ذات معدن صفات میں آپ کی اس طرح ختم ہوا کہ جس طرح جناب رسالتمآب ﷺ پر نبوت اور اصحاب کرام پر خلافت اور المرتضیٰ پر ولایت اور حسنین علیہما السلام پر شہادت تمام ہوئی۔﴾ (قرۃ العین فی مناحد غوث الثقلین صفحہ ۱۸)

(۴) بانی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ (وفات ۱۲۹۷ھ) فرماتے ہیں۔

﴿ہر زمین کی حکومت نبوت اس زمین کے خاتم پر ختم ہوجاتی ہے پر جیسے ہر اقلیم کا بادشاہ باوجودیکہ بادشاہ ہے پر بادشاہ ہفت اقلیم کا محکوم ہے۔ایسے ہی ہر زمین کا خاتم اگرچہ خاتم ہے پر ہمارے خاتم النبیین کا تابع۔﴾ (تحذیر الناس صفحہ ۳۵)

(۵) حضرت مولانا رومؒ (وفات ۶۷۲ھ) ارشاد فرماتے ہیں۔

بہرایں خاتم شداست او کہ بجود ۔ مثل اونے بودنے خواہند بود

چونکہ در صنعت برد استاد دست ۔ تو نہ گوئی ختم صنعت برتو است

ترجمہ۔آنحضرتﷺ اس وجہ سے خاتم ہیں کہ سخاوت یعنی فیض پہنچانے میں نہ آپ جیسا کوئی ہوا ہے نہ ہوگا۔جب کوئی کاریگر اپنی صنعت میں انتہائی کمال پر پہنچے تو اے مخاطب ! کیا تو یہ نہیں کہتا کہ تجھ پر کاریگری ختم ہوگئی۔

محترم شیخ صاحب! متذکرہ بالا تمام حوالہ جات چودھویں صدی ہجری شروع ہونے سے پہلے کے مختلف فرقہ ہائے اسلام سے تعلق رکھنے والے مسلمہ بزرگان اسلام اور مجددین اور اولیاء واقطاب کی تحریروں سے درج کیے گئے ہیں۔میں نے دیدہ ودانستہ حضرت مرزا صاحبؑ کا کوئی اقتباس درج نہیں کیا تاکہ آپ مجھ پر جانبداری کا الزام نہ لگاسکیں۔آیت خاتم النبیین کی یہ سب اہل فہم کی غیر جانبدار تشریحات ہیں۔چودھویں صدی ہجری میں حضرت مرزا صاحبؑ نے اللہ تعالیٰ سے علم پاکر جب امتی نبی ہونے کا اعلان فرمایا تو اس وقت کے علماء نے تعصب اور جانبداری کیساتھ محض مخالفت کیلئے عوامی فہم کے مطابق ختم نبوت کا ایسا غلط عقیدہ گھڑا جس میں آنحضرتﷺ کی مدح کی بجائے کسر شان ہے۔عوام تو کالانعام ہوتے ہیں اور انکا فہم علمائے ربانی کے مقابل کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔

برادرم شیخ صاحب! آپ تقویٰ کیساتھ خود ہی فیصلہ کریں کہ آیت خاتم النبیین کی عوامی تشریح یعنی انقطائے نبوت درست ہے یا علمائے ربانی کی عارفانہ تشریح؟ ہم جانتے ہیں کہ کلام اللہ کی بعض آیات بعض دیگر مبہم اور متشابہ آیات کی تفسیر خود کردیتی ہیں۔آیت خاتم النبیین کی تفسیر بھی دوسری آیات میں موجود ہے اور اس طرح کلام پاک اس آیت کی عوامی تشریح (یعنی آنحضرتﷺ زمانے کے لحاظ سے آخری نبی اور رسول ہیں اور اب آپکے بعد کوئی نبی اور رسول مبعوث نہیں ہوگا) کی نفی فرمادیتا ہے۔مثال کے طور پر سورہ اعراف میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔﴿یبنی ادم اما یا تینکم رسل منکم یقصون علیکم ایتی فمن اتقی و اصلح فلا خوف علیھم و لا ھم یحزنون۔﴾ (۷۔۳۶) ترجمہ۔اے آدم کے بیٹو! اگر تمہارے پاس تم میں سے رسول بنا کر بھیجے جائیں اس طرح کہ وہ تمہارے سامنے میری آیات پڑھ کر سناتے ہوں تو جو لوگ تقویٰ اختیار کریں اور اصلاح کریں ان کو نہ کسی قسم کا خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہونگے۔

محترم شیخ صاحب! کیا ہم سب بنی آدم نہیں ہیں؟ کیا اللہ تعالیٰ نے ہم سب کو اس آیت میں نصیحت نہیں فرمائی کہ اے ابنائے آدم! جب میں تمہارے پاس تم میں سے رسول بنا کر بھیجوں تو تم کسی بھی رسول کا انکار نہ کرنا؟ کیا آپ اس نصیحت کو پلے باندھنا اور اس سے فائدہ اٹھانا پسند نہیں فرمائیں گے؟

بعض لوگ اس آیت کریمہ کو سورہ البقرہ میں بیان فرمودہ قصہ آدمؑ سے ملا کر غلط طور پر اسکی آیت نمبر ۳۷ سے ملانے کی کوشش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس آیت (سورہ اعراف کی آیت نمبر ۳۶) میں متذکرہ اولاد آدمؑ سے مراد نزول قرآن سے پہلے کی اولاد ہے نہ کہ مراد نزول قرآن کے بعد کی یعنی موجودہ اولاد آدمؑ۔اور مزید کہتے ہیں کہ آیت خاتم النبیین کے بعد نبوت اور رسالت کا دروازہ قطعی طور پر بند ہوچکا ہے۔لیکن اس استدلال کو قرآن پاک ہی غلط ٹھہراتا ہے۔مثال کے طور پر اسی آیت (۷۔۳۶ سے پہلے کی آیات نمبر ۲۷ اور ۲۸ کو لیتے ہیں۔

یبنی ادم قد انزلنا علیکم لباسًا یواری سواتکم و ریشًا ط ولباس التقوی ذلک خیرط ذلک من ایت اللہ لعلھم یذکرون٥ یبنی ادم لا یفتننکم الشیطن کما اخرج ابویکم من الجنۃ ینزع عنھما لباسھما لیریھما سواتھماط انہ یرکم ھو و قبیلہ من حیث لا ترونھم طانا جعلنا الشیطین اولیاء للذین لا یومنون۔(۷۔۲۷،۲۸) ترجمہ۔اے آدم کی اولاد! ہم نے تمہارے لیے ایک ایسا لباس پیدا کیا ہے جو تمہاری چھپانے والی جگہوں کو چھپاتا ہے اور زینت ہے اور تقویٰ کا لباس سب سے بہتر ہے۔یہ اللہ کے احکام سے ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔اے آدم کے بیٹو! شیطان تم کو بہکا نہ دے جس طرح اس نے تمہارے والدین کو جنت سے نکالا تھا، ان دونوں سے انکا لباس اس نے چھین لیا تھا تاکہ ان پر انکی چھپانے والی چیزیں ظاہر کردے وہ اور اس کا قبیلہ تم کو وہاں سے دیکھتے ہیں جہاں سے تم انکو نہیں دیکھتے۔ہم نے شیطانوں کو کافروں کا دوست بنایا ہے۔

ان متذکرہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم کو جو احکامات دیئے ہیں اور جو جو نصائح کیں ہیں، کیا یہ احکامات اور نصائح صرف نزول قرآن سے پہلے والی اولاد آدم کیلئے تھے؟ ہرگز نہیں۔ایک عام آدمی بھی بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ یہ احکامات اور نصائح نزول قرآن کے بعد ہر زمانے کی اولاد آدم کیلئے ہیں۔وہ اولاد آدم جو نزول قرآن سے پہلے فوت ہوچکی ہے وہ ان آیات میں مخاطب کیسے ہوسکتی ہے؟ قرآن پاک میں جہاں کہیں بھی اولاد آدم کو اللہ تعالیٰ نے مخاطب کیا ہے اس سے نزول قرآن کے بعد ہر زمانے کی اولاد آدم مراد ہے۔جب ان آیات میں مخاطب نزول قرآن کے بعد ہر زمانے کی اولاد آدم ہے تو پھر اسی سورہ اعراف کی آیت نمبر ۳۶ میں نزول قرآن کے بعد ہر زمانے کی اولاد آدم کیوں مراد نہیں؟ مزید برآں چونکہ آنحضرتﷺ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کو جو عمومی تعلیم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملی تھی وہ چونکہ قرآن پاک میں بھی کسی نہ کسی رنگ میں موجود ہے۔ اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ قرآن پاک کی عمومی تعلیم کی مخاطب ہر زمانے کی اولاد آدم ہے۔لہٰذا اس طرح یہ قطعی طور پر ثابت ہوگیا کہ سورہ اعراف کی آیت نمبر ۳۶ میں بطور خاص

نزول قرآن کے بعد کی اولاد آدم مخاطب ہے اور انہی کیلئے یہ نصیحت ہے۔

اللہ تعالی نے اپنے کلام کی ابتدائی سورت یعنی سورہ فاتحہ میں بھی اپنے بندوں کو اپنے نبی ﷺ کی معرفت یہ دعا سکھائی ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم o ہمیں ہدایت دے سیدھے راستے کی طرف۔ صراط الذین انعمت علیھم......o یعنی ان لوگوں کے راستہ کی طرف جن پر تو نے انعام فرمایا ہے۔ اور قرآن مجید کی ہی تعلیم کے مطابق اس سے انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین مراد ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالی ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

﴿ ومن یطع اللہ والرسول فاولیک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین و الصدیقین والشھداء والصلحین و حسن اولیک رفیقاہ ﴾ (۴۔۷۰) ترجمہ۔ اور جو اللہ اور اس رسول کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں میں شامل ہونگے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین اور یہ لوگ اچھے رفیق ہیں۔

اب جب اللہ تعالی نے ہمیں منعم علیہ گروہ میں شامل ہونے کیلئے ایک مقبول دعا سکھائی ہے اور منعم علیہ گروہ میں نبی بھی شامل ہیں۔ اور اس طرح ثابت ہوتا ہے کہ اس دعا میں نبوت کی نعمت بھی شامل ہے۔ کلام اللہ میں تضاد نہیں ہے اور کلام اللہ کی بعض آیات بعض دیگر آیات کی تفسیر خود ہی کر دیتی ہیں۔ جیسا کہ متذکرہ بالا آیت خاتم النبیین کی تفسیر بھی یہاں سورہ فاتحہ اور سورہ نساء میں موجود ہے۔ اور یہ کہ آیت خاتم النبیین کا مطلب قطعی طور پر یہ نہیں ہے کہ نبوت کی نعمت آنحضرت ﷺ کے بعد ختم ہو چکی ہے بلکہ اس آیت کے معانی کچھ اور ہیں اور اس کا تفصیلی ذکر شروع میں ہو چکا ہے۔ بعض لوگ اس آیت میں یہ شبہ پیدا کرتے ہیں کہ لفظ ''مع'' کے معنی ''ساتھ'' کے ہیں اور اس طرح اللہ تعالی اور اسکے رسول ﷺ کی پیروی میں کوئی انسان صرف انبیاء کیساتھ ہو سکتا ہے لیکن ان میں شامل نہیں ہو سکتا یعنی نبی نہیں ہو سکتا۔ یہ شبہ بالکل غلط ہے اور دراصل کلام اللہ کی معنوی تحریف ہے۔ اسکی درج ذیل دو وجوہات ہیں۔

پہلی وجہ۔ اگر کوئی شخص اس آیت میں لفظ ''مع'' کے معنی ''ساتھ'' کر کے یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ کوئی انسان اللہ تعالی اور اسکے رسول ﷺ کی پیروی میں صرف انبیاء کیساتھ ہو سکتا ہے لیکن نبی نہیں ہو سکتا تو پھر آیت مرقومئہ بالا کے یہ معانی کرنے پڑیں گے کہ اللہ تعالی اور اسکے رسول ﷺ کی پیروی میں کوئی بھی انسان نہ صرف کہ نبی نہیں ہو سکتا بلکہ وہ صدیق، شہید اور صالح بھی نہیں ہو سکتا بلکہ ان سب کیساتھ ہو سکتا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ امت محمدیہ نعوذ باللہ اتنی بدنصیب امت ہے کہ اس میں کوئی انسان صالح بھی نہیں ہو سکتا۔ یقیناً یہ معانی غلط ہیں اور عقل سلیم انکو رد کرتی ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ کے بعد امت محمدیہ میں اربوں انسان صالح ہو گزرے ہیں۔ اور جب انسان اللہ تعالی اور اسکے رسول ﷺ کی پیروی میں صالح ہو سکتا ہے تو پھر بلا شبہ اس آیت کے مطابق وہ نبی بھی ہو سکتا ہے۔ افسوس ان لوگوں پر جو تعصب میں اتنے اندھے ہو گئے کہ ایک برگزیدہ نبی کی مخالفت میں کلام اللہ کے معانی کو بھی بگاڑنے سے باز نہ آئے۔

دوسری وجہ۔ اللہ تعالی نے لفظ ''مع'' کا استعمال اپنے کلام میں بمعنی ''میں'' بھی استعمال فرمایا ہے۔ مثال کے طور پر اللہ تعالی نے مومنوں کو یہ دعا سکھائی ہے کہ وتوفنا مع الابرار o (۳۔۱۹۴) یعنی اے اللہ ہمیں ابرار کیساتھ موت دے اور ہر مسلمان جانتا ہے کہ اسکے معانی یہ ہیں کہ اے اللہ ہمیں ابرار کیساتھ شامل کر کے موت دے۔ یہ معانی کوئی نہیں کرتا کہ اے اللہ جس دن کوئی نیک آدمی مرے اس دن اسکے ساتھ ہمیں بھی مار دینا۔ قرآن کریم میں دوسرے مقامات پر بھی لفظ ''مع'' لفظ ''من'' کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ لیکن سر دست ایک مثال ہی کافی ہے۔

بعض دیگر شبہات اور انکا ازالہ۔

شبہ نمبر ۱۔ ''اول تو یہی غلط ہے کہ اھدنا الصراط المستقیم میں ان چاروں جماعتوں کے درجات حاصل کرنے کی درخواست کی گئی ہے بلکہ اس میں تو صرف ان جماعتوں کی راہ پر چلنے کی اور قائم رکھنے کی درخواست ہے'' (تفسیر جواہر القرآن صفحہ ۷۶، مفسر مولانا حسین علی)

جواب۔ یہ شبہ بالکل غلط ہے کیونکہ جو دعا اللہ تعالی اپنے بندوں کو سکھائے وہ تو پہلے ہی مقبول ہوتی ہے اور جن روحانی نعماء کا اللہ تعالی اپنے بندوں سے وعدہ کرے وہ ضرور انہیں بخشتا ہے۔ یہ جو کہا گیا ہے کہ دعا صرف منعم علیہ گروہ کی راہ پر چلنے اور قائم رہنے کی ہے اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ چونکہ پہلے انعام یافتہ لوگوں کو منعم علیہ گروہ کی راہ پر چلنے اور قائم رہنے سے ہی متذکرہ بالا روحانی نعماء ملیں تھیں۔ لہذا آج بھی یہ وعدہ موجود ہے اور آج بھی منعم علیہ گروہ کی راہ پر چلنے اور قائم رہنے کا وہی نتیجہ نکلے گا جو پہلے نکل چکا ہے۔

شبہ نمبر ۲۔ ''نیز درخواست اور دعا ہمیشہ ایسی چیز کے حاصل کرنے کیلئے کی جاتی ہے جس کا حصول کسب اور محنت سے ممکن ہو اور جس فضل و کمال کا حصول کسب اور محنت سے ناممکن

ہو،اس کیلئے درخواست کرنا بالکل بے معنی اور عبث ہے۔‘‘(وہی کتاب اور وہی صفحہ)

جواب۔ یہ شبہ بھی بالکل غلط ہے اور بعض علماء نے اپنی کم فہمی اور ناسمجھی سے پیدا کیا ہے ورنہ کلام پاک اسکی تردید فرماتا ہے۔ یہ شبہ پیدا کرنے والے علماء کیا اللہ تعالیٰ سے زیادہ عقلمند تھے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو وہ دعا سکھائی اور وہ وعدہ بخشا جو نعوذ باللہ وہ پورا کرنے پر قادر نہیں تھا۔ حالانکہ ایک عام شریف انسان بھی اگر کسی سے کوئی وعدہ کرے گا تو وہ وہی وعدہ کرے گا جو وہ پورا بھی کر سکتا ہے اور پھر وقت پر اپنا وعدہ پورا بھی ضرور کرے گا۔ کیا ان کم فہم علماء کی نظر میں اللہ تعالیٰ نعوذ باللہ ایک شریف انسان سے بھی گیا گزرا ہے کہ وہ وعدہ تو اپنے بندوں سے کرے اور دعا بھی سکھائے لیکن جھوٹی۔ (معاذ اللہ) دوسرے کلام اللہ سے ثابت ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے دعا کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے حضرت ہارونؑ کو مانگا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کی دعا قبول فرما کر نہ صرف حضرت ہارونؑ کو حضرت موسیٰؑ کا معاون بنایا بلکہ اسے نبوت بھی بخشی۔ اور یہ سب کچھ دعا ہی کے ذریعہ ہوا۔

شبہ نمبر ۳۔’’اگر بالفرض یہ مان لیا جائے کہ اھدنا الصراط المستقیم میں ان چاروں جماعتوں کے درجات حاصل کرنے کی درخواست کی گئی ہے تو درجہ نبوت چونکہ کسب و ریاضت سے حاصل نہیں ہو سکتا بلکہ نبوت ایک محض وہبی چیز ہے اور اسکے بارے میں قانون خداوندی یہ ہے اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ (انعام ع ۱۵) لہذا درخواست کا تعلق نبوت سے نہیں بلکہ درخواست سے صرف صدیقین، شہداء اور صالحین کے کمالات سے ہے۔‘‘(وہی کتاب اور وہی صفحہ)

جواب۔ یہ شبہ بھی بالکل غلط ہے کہ دعا صرف کسب و ریاضت سے حاصل ہونے والی شیئے کے متعلق ہو سکتی ہے بلکہ دعا ہر نعمت کے حصول کیلئے ضروری ہے۔ جس طرح ایک مریض کی شفاء کیلئے دعا اور دوا دونوں ضروری ہیں۔ اسی طرح ہر روحانی نعمت بشمول نبوت کیلئے بھی تدبیر اور دعا دونوں ضروری ہیں۔ جیسا کہ حضرت جلال الدین رومیؒ فرماتے ہیں

فکر کن در راہ نیکو خدمتے ۔ تا نبوت یابی اندر امتے

ترجمہ۔ کہ نیکی کی راہ میں خدمت کی ایسی تدبیر کر کہ تجھے امت کے اندر نبوت مل جائے۔ (مثنوی مولانا روم دفتر اول صفحہ ۵۳)

دوسرے یہ کہنا کہ اس دعا اور درخواست کا تعلق نبوت سے نہیں بلکہ صدیقین، شہداء اور صالحین کے کمالات سے ہے۔ یہ بھی غلط ہے کیونکہ منعم علیہ گروہ میں نبوت بھی شامل ہے۔ باقی یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اللہ زیادہ جانتا ہے کہ وہ اپنی رسالت کہاں رکھے۔ (۶۔۱۲۵) اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے کیونکہ وہی جانتا ہے کہ وہ کس انسان کو اپنا رسول بنائے۔ اسکے آگے کسب و وہب کی کوئی اہمیت نہیں۔ وہ مالک ہے۔ وہ جب چاہے جس کو چاہے اور جہاں چاہے اپنی کوئی بھی مادی یا روحانی نعمت بخش سکتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ لوگوں کی اپنی دل کی کھڑکیاں بند ہیں۔ وہ خود تنگ ظرف ہیں۔ جن لوگوں کے دلوں میں کجی اور بیماری ہوتی ہے جب انکو کوئی روحانی نعمت نہیں ملتی تو پھر وہ یہ دوسرا کام شروع کر دیتے ہیں یعنی خاتمیت کے ٹھپے لگانے کا۔ مزید برآں ہدایت کیا ہے اور صراط مستقیم کی ہدایت سے کیا مراد ہے؟ اللہ تعالیٰ نے سورۃ انعام کی آیات نمبر ۸۴ تا ۹۱ میں اس کا جواب تفصیل کیساتھ عنایت فرمایا ہے۔ وہ فرماتا ہے۔

’’و تلک حجتنا اتینھا ابراھیم علی قومہ ط نرفع درجٰتٍ من نشاء ط ان ربک حکیم علیمo و وھبنا لہ اسحق و یعقوب ط کلًا ھدینا و نوحاً ھدینا من قبل و من ذریتہ داود وسلیمن وایوب و یوسف وموسی وھرون ط و کذلک نجزی المحسنینo و زکریا و یحیی و عیسی و الیاس طکل من الصلحینo و اسمعیل والیسع و یونس و لوطًا طو کلًا فضلنا علی العلمینo و من ابائھم و ذریتھم و اخوانھم واجتبینھم وھدینھم الی صراطٍ مستقیمٍo ذلک ھدی اللہ یھدی بہ من یشاء من عبادہ ط ولو اشرکوا لحبط عنھم ما کانوا یعملونo اولئک الذین اتینھم الکتب و الحکم و النبوۃ فان یکفر بھا ھولاء فقد وکلنا بھا قوما لیسوا بھا بکفرینo اولئک الذین ھدی اللہ فبھدھم اقتدہط قل لا اسئلکم علیہ اجرًا طان ھو الا ذکری للعلمینo‘‘

ترجمہ۔ یہ ہماری حجت تھی جو ہم نے ابراہیم کو اسکی قوم کے خلاف عطا کی۔ ہم جس کو چاہتے ہیں درجات میں بلند کر دیتے ہیں۔ یقیناً تیرا رب حکیم (اور) علیم ہے۔ اور اسکو ہم نے اسحاق اور یعقوب عطا کئے۔ سب کو ہم نے ہدایت دی۔ اور نوح کو ہم نے اس سے پہلے ہدایت دی تھی اور اسکی ذریت میں سے داؤد کو اور سلیمان کو اور ایوب کو اور یوسف کو اور موسیٰ کو اور ہارون کو بھی۔ اور اسی طرح ہم احسان کرنے والوں کو جزا عطا کیا کرتے ہیں۔ اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس (کو بھی)۔ یہ سب کے سب صالحین میں سے تھے۔ اور اسماعیل کو اور الیسع کو اور یونس کو اور لوط کو بھی۔ اور ان سب کو ہم نے تمام جہانوں پر فضیلت بخشی۔ اور انکے آباؤ اجداد میں سے اور انکی نسلوں میں سے اور ان کے بھائیوں میں سے (بھی بعض کو فضیلت بخشی) اور انہیں ہم نے چن لیا اور صراط مستقیم کی طرف انہیں ہدایت دی۔ یہ ہے اللہ کی ہدایت جسکے ذریعہ وہ اپنے بندوں میں سے جسکی چاہتا ہے راہنمائی کرتا ہے۔ اور اگر وہ شرک کر بیٹھتے تو انکے وہ اعمال ضائع ہو جاتے جو وہ کرتے رہے۔ یہ وہ لوگ تھے جنکو ہم نے کتاب اور حکمت اور نبوت عطا کی۔ پس اگر یہ لوگ اس کا انکار کر دیں تو

ہم یہ ایک ایسی قوم کے سپرد کردیں گے جو ہرگز اسکے منکرنہیں ہونگے۔یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی پس انکی (اس) ہدایت کی پیروی کر۔تو کہہ دے کہ میں تم سے اس کا کوئی اجرنہیں مانگتا۔یہ تو تمام جہانوں کیلئے محض ایک نصیحت ہے۔

برادرم شیخ صاحب! کیاان آیات سے یہ بات قطعی طور پر ثابت نہیں ہوگئی کہ صراط مستقیم کی ہدایت میں نبوت کی نعمت شامل ہے اوراللہ تعالیٰ نے سابق انبیاء کی امثال دیکر صراط مستقیم کی ہدایت کی وضاحت فرمادی؟اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کوآنحضرت ﷺ کی معرفت صراط مستقیم کی طرف ہدایت کی دعا سکھائی ہے تو پھرہم یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت ختم ہوگئی ہے؟دوسرے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ہر نبی دراصل اللہ تعالیٰ سے صراط مستقیم کی ہدایت پا کرمہدی بنتا ہےاوراس طرح یہ بھی ثابت ہوگیا کہ کلام اللہ میں آنحضرت ﷺ کے بعدامت محمدیہ کیلئے امام مہدی کی خبر بھی موجود ہے۔مزید آپ نے اپنے ختم نبوت کے موقف کی تائید میں چنداحادیث بھی نقل کی ہیں۔آپ لکھتے ہیں۔

(۱)حضوراکرم ﷺ نے فرمایا’’میری اوردوسرے انبیاء کی مثال ایسی ہے،جیسے کسی شخص نے گھر بنایااوراسے بہت عمدہ اورآراستہ وپیراستہ بنایامگرایک زاویئے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑدی،لوگ اس گھر کے اردگرد گھومتے اوراسے دیکھ دیکھ کرخوش ہوتے اورکہتے کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ لگادی گئی؟حضور پاک ﷺ نے مزید فرمایا (قصرنبوت کی) یہ اینٹ میں ہوں،میں نے اس خالی جگہ کو پُرکردیا،قصرنبوت مجھ سے ہی مکمل ہوااورمیرے ساتھ ہی انبیاء کا سلسلہ ختم کردیا گیا۔‘‘(بخاری،مسنداحمد،نسائی،ترمذی،ابن عساکر۔)

(۲) حجۃ الوداع کے اہم ترین موقع پرآنحضور ﷺ فرماتے ہیں کہ’’لوگو!حقیقت یہ ہے کہ نہ تو میرے بعدکوئی نبی ہوگااورنہ تمہارے بعدکوئی امت!توتم اپنے رب کی عبادت کرو، پانچ نمازیں پڑھتے رہو،رمضان کے روزے رکھو،اپنے اموال کی زکوٰۃ بخوشی اداکرواوراپنے اولولامر کی اطاعت کرو،تم اپنے مالک وآقا کی جنت میں داخل ہوسکوگے۔‘‘(کنزل اعمال،علی حامش،مسنداحمد صفحہ ۳۹۱)

(۳)اب ہم دیکھتے ہیں کہ مرض وفات میں رسول اللہ ﷺ کیافرماتے ہیں،عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضوراکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اورایسادکھائی دیتا تھا کہ حضورہمیں الوداعی خطاب فرمارہے ہیں،آپ نے تین مرتبہ فرمایا’’میں اُمی نبی ہوں اورمیرے بعدکوئی نبی نہیں جب تک میں تم میں موجودہوں،میری بات سنواوراطاعت کرو اورمجھے دنیاسے لے جایاجائے توکتاب اللہ کوتھام لو،اس کے حلال کوحلال اورحرام کوحرام سمجھو۔‘‘(رواہ احمد)

ان احادیث کے ضمن میں پہلے تو میں یہ عرض کرتاہوں کہ وہ بزرگان اسلام جنکے متعدداقتباسات پہلے درج ہوچکے ہیں کیایہ احادیث انکے علم میں نہیں تھیں؟یاکیاوہ نعوذباللہ عہد حاضر کے علماء سے کم متقی تھے کہ آنحضرت ﷺ کے واضح ارشاد کے باوجودکہ میرے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آسکے گا،انہوں نے یہ مسلک اختیار کرلیا کہ صرف نئی شریعت لانے والے نبی کا آناممکن نہیں البتہ امتی یاتابع نبی کا آن جائزاورممکن ہے؟مزیدمیں یہ عرض کرتاہوں کہ آنحضرت ﷺ کے حکیمانہ کلام کوآپ ﷺ کی زوجہ محترمہ ام المومنین عائشہ صدیقہؓ سے بڑھ کراورکون جان سکتاہے؟آپؓ فرماتی ہیں۔

’’قولوا انه خاتم الانبیاء و لا تقولوا لانبی بعده.‘‘(درمنشورجلد۵صفحہ ۲۰۴)ترجمہ۔یعنی اے لوگو یہ توکہاکروکہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں مگر یہ نہ کہاکرو کہ آپ ﷺ کے بعدکوئی نبی نہیں ہوگا۔

مزیدشیخ الامام حضرت ابن قتیبہ(متوفی ۲۶۷ھ)سیدہ عائشہ صدیقہؓ کا یہ قول نقل کرکے فرماتے ہیں۔

’’لیس هذامن قولها ناقضًا بقول النبی ﷺ لا نبی بعدی لانه اراد لانبی بعدی ینسخ ماجئت به‘‘(تاویل مختلف الاحادیث صفحہ ۲۳۶) ترجمہ۔(حضرت عائشہؓ) کا یہ قول آنحضرت ﷺ کے فرمان لانبی بعدی کے مخالف نہیں کیونکہ حضور ﷺ کامقصداس فرمان سے یہ ہے کہ میرے بعد کوئی ایسانبی نہیں جو میری شریعت کومنسوخ کردینے والاہو۔

برصغیرپاک وہند کے مایہ نازمحدث شارح مشکوٰۃ شریف اورمشہورامام اہل سنت حضرت ملاعلی قاریؒ(متوفی ۱۰۱۴ھ/۱۶۰۶ء)فرماتے ہیں۔

’’ورد ’’لا نبی بعدی‘‘ معناه عند العلماء لا یحدث نبی بشرعٍ ینسخ شرعه.‘‘(الاشاعت فی اشراط الساعۃ صفحہ ۲۲۶)ترجمہ۔حدیث میں لا نبی بعدی کے جوالفاظ آئے ہیں اسکے معنی علماء کے نزدیک یہ ہیں کہ کوئی نبی ایسی شریعت لے کرپیدانہیں ہوگاجوآنحضرت ﷺ کی شریعت کومنسوخ کرتی ہو۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ(متوفی ۱۱۷۶ھ)تحریرفرماتے ہیں۔

’’فعلمنا بقول علیه الصلوة والسلام لا نبی بعدی و لا رسول ان النبوة قد انقطعت والرسالة انما یرید بها التشریع.‘‘(قرة العینین فی تفضل الشیخین صفحہ ۳۱۹)ترجمہ۔آنحضرت ﷺ کے قول لا نبی بعدی و لا رسول سے ہمیں معلوم ہوگیاکہ جونبوت ورسالت منقطع ہوگئی

ہے وہ آنحضرت ﷺ کے نزدیک نئی شریعت والی نبوت ہے۔
حضرت مرزا صاحبؑ کے ہم عصر اہل حدیث کے مشہور و معروف عالم نواب صدیق حسن خانصاحب فرماتے ہیں۔
''حدیث لا وحی بعد موتی بے اصل ہے البتہ لا نبی بعدی آیا ہے جس کے معنی نزدیک اہل علم کے یہ ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی شرع ناسخ نہیں لائے گا۔'' (اقتراب الساعۃ صفحہ ۱۶۲)

برادرم شیخ صاحب! آیت خاتم النبیین ۵ ھ میں نازل ہوئی۔ اس آیت کے نزول کے قریباً چار سال بعد ۹ ھ میں آپ ﷺ کا صاحبزادہ حضرت ابراہیمؓ خردسالی میں وفات پا گیا۔ ہر چند کہ آنحضرت ﷺ آیت خاتم النبیین کا مطلب ہر دوسرے انسان سے بڑھ کر جانتے تھے لیکن پھر بھی آپ ﷺ نے اپنے بیٹے کی وفات پر فرمایا۔
''عن ابن عباسٍ رضی الله عنه قال: لما مات ابراهیم ابن ﷺ صلی علیه و قال: ان له مرضعًا فی الجنة و لو عاش لکان صدیقًا نبیًا و لو عاش لعتقت اخواله القبط وما استرق قبطی۔'' (ابن ماجہ کتاب الجنائز بحوالہ حدیقۃ الصالحین صفحہ ۹۲۹) ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیمؑ فوت ہوئے تو آپ ﷺ نے اسکی نماز جنازہ پڑھائی اور فرمایا اگر میرے بیٹے ابراہیم زندہ رہتے تو وہ صدیق (یعنی سچ کا پرچار کرنیوالے) نبی ہوتے اور انکے ننھیال جو مصری قبطی ہیں (کفر کی) غلامی سے رہائی پاتے۔
عہد حاضر کے بعض کم فہم علماء اس حدیث کے متعلق کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پسر رسول ﷺ کو بچپن میں اسلئے وفات دیدی تا کہ وہ بڑے ہو کر نبی نہ بن جاتے اور اس طرح آیت خاتم النبیین پر (نعوذ باللہ) حرف نہ آجاتا۔ ان علماء کی یہ توجیہ عقل اور سنت اللہ کے خلاف ہے۔ قرآن کریم سے یہ تو ثابت ہوتا ہے کہ اگر کسی نیک انسان کے بچے نے بڑے ہو کر برے فعل کرنے ہوں تو بعض اوقات اللہ تعالیٰ نیک والدین کی خاطر ایسے بچے کو خردسالی میں ہی وفات دے دیتا ہے لیکن قرآن سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کی نیک اولاد کو بچپن میں اسلئے وفات دیدے کہ یہ بڑے ہو کر روحانی انعامات کے وارث نہ بن جائیں۔ ایسی سوچ انسانی عقل اور اللہ تعالیٰ کی شان کریمی کے خلاف ہے۔ صد حیف ان لوگوں پر کہ یہ تعصب اور مخالفت میں سورہ فاتحہ کی اس دعا اهدنا الصراط المستقیم ٥ صراط الذین انعمت علیهم...... کو بھی بھول جاتے ہیں۔ اگر کوئی ایسی نعمت ہو جو کسی انسان نے کسی دوسرے انسان کو دینی ہو تو انسان کا حق ہے کہ وہ اس پر پابندی لگادے لیکن اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر پابندیاں لگانے کا کیا مطلب؟
حضرت امام ملا علی قاریؒ (۱۰۱۴ھ/۱۶۰۶ء) فقہ حنفیہ کے مشہور امام ہیں اور آپکا استنباط عہد حاضر کے تقوی شعار علماء اور عوام کیلئے مشعل راہ ہے۔ آپ اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔
''فلا یناقض قوله خاتم النبیین اذا لمعنی انه لا یاتی نبی ینسخ ملته ولم یکن من امته۔'' (موضوعات کبیر صفحہ ۵۹/۵۸) ترجمہ۔ یعنی آنحضرت ﷺ کا یہ قول (ابراہیم زندہ رہتے تو صدیق نبی ہوتے) آیت خاتم النبیین کے مناقض نہیں کیونکہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ کوئی نبی نہیں آسکتا جو آپکی ملت کی تنسیخ کرنیوالا ہو اور آپکی امت میں سے نہ ہو۔
جہانتک آپ نے چند احادیث اور خطبہ حجۃ الوداع کا حوالہ دیا ہے تو اس ضمن میں عرض ہے کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ آنحضور ﷺ اپنے اوپر نازل ہونے والے کلام الٰہی کے برخلاف کوئی بات اپنی امت کو بتاتے۔ یقیناً آپکی پیش کردہ احادیث اور خطبہ حجۃ الوداع میں آنحضور ﷺ کی مراد یہی تھی کہ میرے بعد میری شریعت کو منسوخ کرنے والا کوئی نبی نہیں آئے گا ورنہ کلام اللہ کے مطابق آنحضور ﷺ کی پیروی اور غلامی میں ملنے والا نبوت کا انعام تو جاری و ساری ہے۔ ایک بار پھر میں مادی نعمتوں کی مثال دیتا ہوں کہ جب یہ مادی نعمتیں (ہوا، پانی اور روشنی) قیامت سے پہلے ختم نہیں ہو سکتیں اور نہ ہی اللہ تعالیٰ انہیں قیامت سے پہلے ختم کرے گا تو پھر نبوت جیسی روحانی نعمت جو انسان کی روحانی زندگی کیلئے از حد ضروری ہے وہ اللہ تعالیٰ کیسے ختم کر سکتا ہے؟
حضرت مرزا صاحبؑ سے پہلے صدہا بزرگان اسلام نے آیت خاتم النبیین کی وہی تشریح اور معانی کیے تھے جو حضرت مرزا صاحبؑ نے کیے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر یہ تشریح اور معانی کفریہ تھے اور ہیں تو پھر حضرت مرزا صاحبؑ سے پہلے اس تشریح اور معانی کی بدولت کسی بزرگ امت پر کفر کا فتوی کیوں نہیں لگا اور کیوں اسے دائرہ اسلام سے خارج نہیں کیا گیا؟ اسکی وجہ صاف ظاہر ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ سے پہلے بزرگان امت نے اپنے خداداد علم کی روشنی میں آیت خاتم النبیین کی صرف تشریح کی تھی۔ لیکن ان میں سے کسی کو بھی اللہ تعالیٰ نے نبی یا رسول کا مرتبہ نہیں بخشا تھا۔ جبکہ حضرت مرزا صاحبؑ کو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی غلامی اور پیروی میں نبوت اور رسالت جیسی عظیم نعمت بخش دی اور آپؑ نے اس کا اعلان کر دیا۔ اب حضرت مرزا صاحبؑ کے عہد میں اور بعد کے نام نہاد علمائے دین کیلئے یہ چیز ناقابل برداشت تھی۔ جب ان میں سے کسی کو یہ نعمت نہ مل سکی تو انہوں نے تعصب میں حضرت مرزا صاحبؑ پر کفر کا فتوی لگا دیا۔ حالانکہ عقلمندی اور تقوی کا یہ تقاضا تھا کہ یہ علمائے امت حضرت مرزا صاحبؑ کی غلامی میں داخل ہو کر رضائے الٰہی

کی نعمت پاتے۔لیکن انہوں نے حضرت مرزا صاحبؑ پر کفر کا فتویٰ لگا کر اپنی جہالت کا ثبوت دیا۔ یہ روحانی نعماء اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں اوراس کی عطا ہیں۔اور وہ بہتر جانتا ہے کہ اس نے اپنی رسالت کب اور کہاں رکھنی ہے؟ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔اللہ اعلم حیث یجعل رسلتہ ط (۶۔۱۲۵)ترجمہ اللہ زیادہ جانتا ہے کہ وہ اپنی رسالت کہاں رکھے۔مطلب یہ کہ کون نبی یا رسول بننے کا زیادہ حق دار ہے اور کون نہیں یہ سب علم اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔

شیخ صاحب! آپ نے اپنے خط میں یہ بھی کہا ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے کلام میں تضاد ہے۔آپکے بقول کبھی وہ کہتے رہے کہ میں نبی نہیں ہوں اور کبھی کہتے ہیں کہ وہ نبی ہیں وغیرہ۔اس ضمن میں عرض ہے کہ نبی بھی بشر اور انسان ہوتا ہے۔اسکو اتنا ہی علم حاصل ہوتا ہے جتنا اللہ تعالیٰ اسے دیتا ہے۔دوسری بات یہ کہ اللہ تعالیٰ کا انتہائی قرب پانے والے یہ لوگ دعاوی کے معاملہ میں بہت حساس ہوتے ہیں اور بہت احتیاط برتتے ہیں۔جب تک ان کو کسی بات کا قطعی طور پر علم نہیں ہو جاتا بلکہ میں تو یہ بھی کہوں گا کہ کسی بات کا قطعی علم ہو جانے کے بعد بھی کافی عرصہ تک یہ لوگ کسر نفسی کی بدولت دعویٰ کرنے سے گریز کرتے ہیں تاوقتیکہ انہیں جب اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا ڈر پیدا ہو جاتا ہے تو پھر شیر کی طرح یہ لوگوں کے آگے ڈنکے کی چوٹ پر اس رحمت خداوندی کا جو انکے شامل حال ہوئی ہوتی ہے کا اعلان کر دیتے ہیں۔ میرے پیارے آقا حضرت مرزا صاحبؑ کا بھی یہی حال تھا۔اگر آپ کو حضرت مرزا صاحبؑ کی زندگی میں تضادات نظر آئے ہیں تو یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ایسا ایک بیماری کی وجہ سے ہوا کرتا ہے جس کا نام ہے تعصب۔اگر آپ آنحضورﷺ کے زمانے میں ہوتے تو بھی آپکو وہاں تضادات ہی نظر آتے۔مثال کے طور پر غار حرا میں آنحضرتﷺ کو نبوت اور رسالت ملی تھی۔آپﷺ کی زندگی میں اہل مکہ کو بحیثیت نبی اور رسول دعوت الی اللہ دیتے رہے۔ایک لمبے عرصہ کے بعد مدینہ میں آپﷺ پر سورہ احزاب نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے آپﷺ کو خاتم النبیین کا اعزاز بخشا۔ہوسکتا ہے اس وقت بھی آپ جیسے کسی شخص نے آنحضورﷺ کی اس فضیلت پر اعتراض کیا ہو اور کہا ہو کہ محمد (ﷺ) نعوذ باللہ عجیب انسان ہے۔پہلے صرف نبی تھا اب خاتم النبیین بھی بن بیٹھا ہے۔امر واقع یہ ہے کہ یہ سب روحانی بزرگیاں ہیں اور اللہ تعالیٰ جس کو جو چاہے بخشنے کا حق رکھتا ہے۔اللہ تعالیٰ کے مرسلین پر ایمان لانے کی توفیق مل جانا ایک بہت بڑی خوش نصیبی ہے ورنہ اس امتحان میں بڑے بڑے فیل ہو کر منہ کے بل جا پڑے ہیں۔آپ بھی جس دلدل میں پھنس چکے ہیں اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہی آپکو اس سے نکال سکتا ہے۔میری دعا ہے اللہ تعالیٰ آپکو صراط مستقیم کی ہدایت بخشے۔آمین

آپ نے بارہا مجھے کہا ہے کہ تیرا مقدمہ یعنی دعویٰ solid یعنی سچا ہے لیکن چونکہ تیرا دعویٰ مرزا صاحب کی غلامی میں ہے لہذا میں اسے مان نہیں سکتا۔آپ نے ایک دفعہ مجھے سیب کے پھل سے تشبیہ دیتے ہوئے کہا تھا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ سیب کا پھل کیکر کو لگ جائے۔یعنی آپکے بقول نعوذ باللہ حضرت مرزا صاحبؑ کیکر تھے اور خاکسار حضرت مرزا صاحبؑ کا غلام کیسے ہوسکتا ہے؟ برادرم شیخ صاحب! میرے دعویٰ کی سچائی کا ثبوت یعنی وہ سلطان مبین جو میں نے اپنے دعویٰ کی سچائی میں دنیا کے سامنے پیش کی ہے۔یہ دلیل حضرت مرزا صاحبؑ کی سچائی ہی کی دلیل ہے اور یہ کامل علم وعرفان خاکسار کو حضرت مرزا صاحبؑ کی غلامی اور آپکی دعا کے نتیجہ میں ہی ملا۔قیامت تک اس علمی دلیل کو کوئی چیلنج نہیں کرسکتا اور اس طرح قیامت تک کوئی حضرت مرزا صاحبؑ کو جھوٹا بھی نہیں ثابت کرسکتا۔وقت کے ساتھ ساتھ اس علمی دلیل پر مہر تصدیق ثبت ہوتی رہے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔اور اس سلطان مبین سے وہ کلام اللہ جو حضرت مرزا صاحبؑ پر نازل ہوا تھا کیا سچا ثابت نہیں ہوگیا؟ ''اے مظفر! تجھ پر سلام۔خدا نے یہ کہا۔تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں۔موت کے پنجہ سے نجات پاویں۔اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کیساتھ بھاگ جائے۔اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں۔جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔اور تا وہ یقین لائیں۔کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے۔اور خدا کے دین اور اسکی کتاب اور اسکے پاک رسول محمد مصطفیٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔''
(مجموعہ اشتہارات جلد اصفحہ ۱۰۱)

جہانتک سیب کے پھل کا تعلق ہے تو آپ کسی جرمن سے ہی پوچھ کر دیکھ لیں کہ سیب کا پھل سیب کے درخت کو لگتا ہے یا کیکر کے درخت کو۔یقیناً سیب کا پھل سیب کے درخت کو ہی لگتا ہے۔اور اگر سیب کا درخت آپ کو کیکر نظر آرہا ہے تو پھر یہ آپ کی نظر کا فتور ہے۔اگر تعصب کا چشمہ اتار کر دیکھو گے تو پھر سیب کا درخت آپکو سیب کا درخت ہی نظر آئے گا۔

برادرم! قرآن پاک کی تعلیم کے مطابق کسی بھی انسان کے مقدس اور محترم وجود سے بدزبانی نہ کرو۔اگر آپ نے حضرت مرزا صاحبؑ کی مخالفت کرنی ہی تھی تو کم از کم شریفانہ طور پر کرتے۔حضرت مرزا صاحبؑ کو نعوذ باللہ انگریزوں کا پٹھو کہنا یا آپکے بارے میں دیگر گھٹیا الفاظ استعمال کرنا شرافت اور صداقت کی دلیل نہیں۔مزید برآں ہمیں بہت زیادہ طویل مباحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔آپ اس کلام اللہ کی رو سے جو آنحضورﷺ پر نازل ہوا تھا اور وہ جو حکم اور فرقان تھا اور ہے،نبوت و رسالت کی نعمت کا انقطاع ثابت کر کے دکھائیں۔کیا آپ ثابت کرسکتے ہیں کہ انسان زندہ بھی رہیں اور قیامت سے پہلے کرہ ارض پر مادی نعمتیں (پانی، ہوا اور روشنی) بھی ختم جائیں؟ روحانی نعماء کا انقطاع ثابت کرنا تو اس سے بھی زیادہ مشکل بلکہ ناممکن ہے کیونکہ روحانی نعمتیں (نبوت، صدیقیت، شہادت اور صالحیت) تو نہ صرف اس مادی عالم میں بنی نوع انسان کی روحانی غذا ہیں بلکہ عالم

آخرت میں تو خالص طور پر اسی روحانی غذا کے سہارے زندگی بسر کرنی ہے۔آپ میرے اس مضمون کا جواب لکھ کر میری طرف بھیج دیں۔میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کے جواب کو من وعن اپنی ویب سائٹ پر لگادونگا۔اور اگر اسکا جواب لکھنے کی ضرورت پڑی تو اس کا جواب بھی اپنی سائٹ پر دونگا۔انشاءاللہ تعالی۔آیت خاتم النبیین کے سلسلہ میں یہ چند گذارشات آپکے سامنے رکھیں ہیں!

شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

فقط

عبدالغفار جنبہ۔۸دسمبر ۲۰۰۴ء